الحاد کا عفریت اور عالم اسلام

(وائل رمضان: مجلہ الفرقان کویت)

تلخیص: مولانا محمد ادریس سلفی (مدرس جامعہ سلفیہ)

الحاد سے عموماً ذات باری تعالیٰ کا انکار، اہل ایمان کے راستہ سے کنارہ کشی، آخرت اور جنت دوزخ کا عدم یقین اور اپنی تمام صلاحیتیں دنیاوی زندگی کے لئے وقف کر دینا مراد لیا جاتا ہے۔

اس وقت الحاد ایک عالمی فتنہ کی صورت اختیار کئے ہوئے ہے یورپ، امریکہ اگرچہ عیسائیت کی طرف منتسب ہیں جس میں جنت، جہنم بعث بعد الموت کا واضح عقیدہ موجود ہے لیکن وہاں کی اکثریت یہ عقیدہ چھوڑ کر صرف دنیاوی زندگی پر ہی یقین رکھے ہوئے ہے۔

"گرجا" صرف ماضی کا ایک نشان ہے جبکہ اہل وطن کی زندگی اور فکر وسوچ سے اس کا تعلق صرف واجبی سارہ گیا ہے۔ اس کی جگہ تمام یورپ اور امریکی ممالک کے حکومتی قوانین اور دستور مملکت بے دینی اور الحاد پر مبنی ہیں جسے کبھی سیکولرازم اور کبھی آزادی سے تعبیر کرتے ہیں۔

گیلپ رپورٹ 2011-2004 کے مطابق اہل چین مارکسی نظام اپنا کر اپنے آپ کو مادیت پرست قرار دیتے ہیں جن کی تعداد وہاں 82 فیصد اور کیوبا میں 64 فیصد ہے۔ فرانس میں خدا کی ہستی کے منکرین 48 فیصد ہیں جبکہ اپنے آپ کو ملحد کہلانے والے اس کی نسبت بہت کم ہیں۔

عالم عرب میں الحاد کی وبا انیسویں صدی کے وسط سے شروع ہوگئی تھی اس کی شروعات ان طلبہ کے ذریعے ہوئیں جو مغرب میں تعلیم اور کچھ ٹریننگ کی غرض سے گئے۔

وہاں کی عقل پرستی، اور مادہ پرستی کے تصورات لے کر آنے والے وفود طبعی علوم اور عقل کی برتری کا تصور لے کر جب واپس لوٹے تو دین حق اور شریعت سے آہستہ آہستہ کنارہ کشی کرنے لگے۔ جہاں جہاں یہ نو وارد شعبہ ہائے زندگی میں واپس آکر مصروف ہوئے وہاں وہاں ہی ان کے گن گاتے رہتے۔

اگر چہ ابتدائی طور پر یہ الحاد اور ارتداد کی دعوت نہیں تھی لیکن شخصی آزادی، مغربیت پسندی، بعض شرعی امور کو عقل کی کسوٹی پر پرکھنے کے رجحانات پھیلنے لگے اس طرح تشکیک اور شرع و عقل میں تضاد کے خیال کی ہوا پھیلنے لگی وقت کے ساتھ ساتھ اور یورپ سے مزید تعلق کی بنا پر کچھ عرصہ بعد شرع سے آزادی کی آوازیں شخصی آزادی کے نام پر سنائی دینے لگیں۔

ترکی میں یہود اس تاک میں بیٹھے تھے چنانچہ ''ترکی قومیت'' کا نعرہ دینی ارتباط کی جگہ پھیلایا جانے لگا۔شعائر دین کے خلاف آوازیں اٹھنے لگیں۔دین کو انفرادی حیثیت تک محدود کرنے کے مطالبے زور پکڑنے لگے۔یہ تحریک دن بدن ترقی کرتے ہوئے مصطفیٰ کمال اتاترک تک جا پہنچی چنانچہ اس نے خلافت اسلامیہ کے اختتام کا اعلان کردیا اور ترکی کو ایک سیکولر ملک قرار دے دیا۔علماء کو قید و بند کی سزائیں سنادی گئیں اور نتیجۃً کفر والحاد کا راستہ کھل گیا ادیب الحاد کی خوبیاں جتانے لگے ایان میں کیڑے نکالنے لگے حتی کہ ''قابیل آدم'' نامی شخص نے ''مصطفیٰ کمال'' کے نام سے ایک کتاب شائع کردی جسمیں بے دینی کی سرعام دعوت اور شعائر اسلامی کا بے باک استھزاء کیا گیا۔

ترکی میں اس الحادی تحریک کے وقت مصر میں بھی ''ادبی تحریک'' کے نام سے مغربیت نے سر اٹھالیا جو بظاہر ادبیت پسندی جبکہ در پردہ مصر کو مغربی اخلاق وخیالات سے ہمکنار کرنا تھا چنانچہ یہاں بھی ترکی کے طرز پر حیاء و شرم اور دین کے پردے اترنے لگے اور شعبہ ہائے زندگی کو سیکولر بنانے اور دین سے بغاوت کی سرتوڑ کوشش ہونے لگی۔اس دوران روشن خیالی، ادبی جدت پسندی، اظہار رائے کے نام پر متعدد ادباء و مفکرین سامنے آگئے جو سراسر الحاد و مغربیت کے مدعی اور ارتداد کا درکھولنے کیلئے بیتاب تھے۔چنانچہ مصر میں مغربی معاشرہ کے امراض بلا استثناء سرایت کر گئے اخلاق و کردار میں تو گویا دوسرا یورپ سامنے آگیا اور خصوصاً فرانسیسی تہذیب کا بڑا عمل دخل محسوس ہوا مستشرقین نے حتی الوسع فساد کے لئے جمیع وسائل استعمال و اختیار کرتے ہوئے یہ فرض بعض مصریوں کے سپرد کردیا جنہوں نے کوئی دقیقہ فروگزاشت کیے بغیر اس ذمہ داری کو ''مدعی سست گواہ چست'' کے طور پر نبھایا۔

اسلامی اقدار کی جگہ مادہ پرستی اور اخلاق فاضلہ کے دعاۃ کا اس قدر تمسخر اڑایا انہیں قدامت پرست، ترقی کے دشمن، جمود کے حامی کے طور پر ایسا پیش کیا کہ وہ اپنے ہی عوام میں اجنبی اور نو وارد محسوس ہونے لگے۔ان ایام میں چونکہ مصر کی نمایاں حیثیت تھی لہٰذا یہ مرض وہاں سے منتقل ہوا اور

پڑوسی ممالک بھی مبتلاء مرض ہونے لگے ابتداء میں شام اس سے متاثر ہوا پھر عراق خلیجی ممالک ممالک یمن سعودیہ سمیت کوئی اس وباء سے محفوظ نہ رہا۔

عالم عربی میں کچھ ادباء نے اس الحادی تحریک کی ذمہ داری داپنے سر لے کر معاشرہ میں پھیلانا شروع کر دیا دین فطرت سے ارتداد اور لا دینیت کیلئے ہر طریقہ اور وسیلہ استعمال ہونے لگا۔

معاشرہ میں یہ خیال پھیلا دیا کہ دین اور دنیا کے الگ الگ راستے ہیں جبکہ دین سائنسی ترقی اور زمینی حقائق کی ضد ہے یہ معاشرے کو پتھر اور غار کے زمانہ میں رکھنا چاہتا ہے۔

ملحد یورپ کا باسی ہو یا مشرق کا رہنے والا مگر کئی ایک خیالات ان کی قدر مشترک ہے مثلاً

1۔ غیب کا ہر صورت میں انکار یعنی غیر محسوس اور غیر مرئی اشیاء کے وجود کا کلیۃً انکار

2۔ جملہ شعائر دین کا تمسخر۔

3۔ اہل دین رجعت پسند اور ترقی مخالف لوگ ہیں۔

4۔ دین کی طرف دعوت دینے والی ہر ایک تحریک کی مخالفت۔

5۔ مسلمان اور خصوصا اہل عرب کی تحقیر بلکہ انکی اچھی سے اچھی عادات بھی گھٹیا ہیں ہاں مسلم معاشرہ میں عصبیت پسند تحریکوں باطنیت کی معاونت اور تعریف ضرور کرتے ہیں۔

6۔ مغربیت پسندی، اہل مغرب کی ثقافت، ان سے تعلیم حاصل کرنا اور ان کے رنگ میں رنگ جانا۔

7۔ انسانی اقدار کی کوئی حیثیت نہیں یہ بدلتے رہتے ہیں۔ گذشتہ اخلاقیات پر زور دینا تخلف و رجعت پسندی ہے۔

8۔ مادہ اور مادیت کے معاون علوم ہی اصل ہیں اور مادہ ہی تمام تحریکوں کی بنیاد، اور یہ کہ دین اور مادہ ہمیشہ مقابل رہے ہیں۔

9۔ استعمار کے قدم بقدم کھڑے ہوکر اسلامی ممالک میں سراً و جہراً نو واردوں کا تعاون۔

10۔ صہیونیت اور ماسونیت کی مسلسل تعریف اور غیر مشروط تعاون۔

11۔ ملحدین کا اصرار ہے کہ دنیا میں سرد جنگ اور لڑائیوں کا سبب دین ہے لہٰذا اب اس سے جان چھڑانا ہی اچھا ہے۔

الحاد کے اسباب

جدید اور آسان ترین میڈیا کے زیر سایہ یہ نظریہ معاشروں میں دن بدن پھیل رہا ہے لہٰذا مناسب ہے کہ ان اسباب کا جائزہ لیں تا کہ حتی المقدور اس سے بچا اور بچایا جاسکے۔

1۔ بچوں کا بے دینی کے ماحول میں پروان چڑھنا جہاں وہ دین اور دین کی محبت کا مظاہرہ دیکھنے سے نابلد ہوتے ہیں اور اخلاق عالیہ کی عمدگی اور ان سے اتصاف کی خوبی آنکھوں کو نظر اور کانوں کو سنائی نہیں دیتی۔ چنانچہ یہ نو خیز اور زرخیز زمین کسی اور بیج کے کام آجاتی ہے۔

2۔ بے دینی پر مشتمل کتب اور قصص کا مطالعہ جو آہستہ آہستہ خوبصورت الفاظ کی صورت زہر گھول دیتی ہیں۔

3۔ نفس پر غلبہ شھوات جو انسان کو یہ وہم دلاتی ہیں کہ ان پر خواہ مخواہ پابندی کیوں اختیار کی جائے پھر ان سے بچنے کی ضرورت کے بجائے جواز کا خیال قوی ہو جاتا ہے۔

4۔ زمانہ حاضر میں خصوصاً جدید میڈیا نے شبھات وشھوات کے تمام وسائل تک رسائی آسان کر دی ہے جبکہ ان کی شناعت وقباحت کے بیان کا کوئی بھی معقول انتظام مفقود ہے۔

5۔ اکثر حکومتی شعبے تعلیم کے ساتھ ساتھ بلکہ تعلیم کے نام پر ایسے پروگرام تشکیل دیتے ہیں جو بے دینی کو ہوا دیں۔ ان کے ساتھ ساتھ متعدد شعبے ایسے بھی ہیں جو بظاہر دین کے نمائندہ ہیں جبکہ عملاً وہ دین اور اہل دین سے نفرت کا باعث بن رہے ہیں ان کی نشاطات کا نتیجہ اور ان کی اپنی علمی اخلاقی، معاشرتی معاشی صورت حال دینی حقائق کے مخالف ہیں چنانچہ ایسے میں خصوصاً نوجوان طبقہ زبان حال سے یہ کہنے میں حق بجانب ہے کہ جب مدعیانِ دین کا دنیاوی رجحان اور عدل وانصاف سے متعلق یہ رویہ ہے تو ہمارا ابلادین رہنا ہی بہتر ہے۔

6۔ میڈیا کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو وہ علم وعمل کے پیکر اشخاص کو اہمیت دینے کیلئے کسی صورت راضی نہیں، لہٰذا جب یہ چراغ راہ برطرف کر دیا گیا تو ان کی جگہ اور بہروپیے جعل ساز جو چاہیں اخبارات ورسائل اور ریڈیو ٹی وی کی زینت بن کر کہہ دیں۔

7۔ تعلیمی وتربیتی مراکز ان کا تعلق ابتدائی تعلیم سے ہو یا اعلیٰ تعلیم سے وہ اس الحادی وارتدادی

طوفان سے پنجہ آزمائی سے اپنے آپ کو بری الذمہ خیال کرتے ہیں۔
کسی نے اس چیلنج کو قبول کیا بھی ہے تو کچھوے کی چال جبکہ ارتداد قیامت کی چال چل رہا ہے۔

8۔ پرنٹ میڈیا الحادی تحریک سے متعلق انٹرویو، افکار، تجربات، کامیابی کو نمایاں طور پر شائع کرتا ہے جو بادی النظر میں ہر کسی کو متاثر کرنے کی چیز ہے نوخیز اس کی چمک دمک سے متاثر ہوئے بغیر کیسے رہ سکتے ہیں۔

9۔ جگہ جگہ مخصوص قہوہ خانے، نائٹ کلب، شیشہ گھر بلا روک ٹوک قانون کی ناک تلے سب کھیل عملاً کھیل رہے ہیں۔

10۔ مظلوم طبقہ کی حمایت کے پرفریب نعرہ میں الحاد پرست باآسانی اپنے افکار سیہ کی اشاعت کرتے ہیں۔

نوجوان نسل کو شکوک وشبہات سے نجات دلانے کیلئے ایمان ویقین کے حامل لوگ میدان سے راہ فرار اختیار کرنا اور کنارہ کشی کو ہی اپنا فریضہ سمجھتے ہیں۔

انسانی زندگی پر الحاد کے منفی اثرات

انسان کے انفرادی سلوک سے اقوام کے اجتماعی اخلاق اور نظام ہر جگہ الحاد کے منفی اثرات واضح نظر آرہے ہیں چند ایک کا بطور مثال تذکرہ کیا جارہا ہے۔

1۔ انفرادی اضطراب اور ذاتی پریشانی:

الحاد کا سب سے پہلا نشانہ انسانی ضمیر بنتا ہے جسمیں خلفشاری، ٹوٹ پھوٹ جو پیدا ہوتی ہے اور انسان حیرت کدہ بن جاتا ہے، مستقبل سے اسے وحشت وخوف لاحق رہنے لگتا ہے۔

2۔ انا پسندی:

مستقبل کی تاریکی اور ذہنی پریشانی کا لازمی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ انسان اپنی ذات میں گم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ذاتی مفادات اس کا مطمع نظر بن جاتے ہیں اور اپنی ذات سے باہر جھانکنا نہیں چاہتا۔

دین جہاں ایک فرد کو اپنے ہم جنس افراد کے دکھ سکھ میں شرکت مصیبت زدہ سے احسان و مروت برائے رضائے الٰہی کا سبق دیتا ہے تو اس کی جگہ اب ذات لے لیتی ہے۔ عصر حاضر کے

الحاد کا کرشمہ ہے کہ ذات سے باہر سوچ ناپید ہو رہی ہے۔ فقراء و مساکین اور ضرورت مند افراد کے کام آنا کار زائد سمجھا جانے لگا ہے بلکہ معاملہ اس سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور رشتہ دار، والدین سے کنارہ کشی کا رجحان پیدا ہو کر اولاد اور رفیقہ حیات کو بھی بوجھ سمجھا جانے لگا ہے۔

3۔ مسؤلیت کا فقدان جرم کا رجحان

الحاد چونکہ صرف اپنے من تک سوچنے کی فکر پیدا کرتا ہے لہٰذا انسان میں احساس مسؤلیت ختم ہو کر جرم کی رغبت بڑھ جاتی ہے۔ ملحد انسان سمجھتا ہے کہ کوئی قادر مطلق اور طاقتور ذات اس کے امور کا مراقبہ نہیں کر رہی جو تمام اعمال و کردار پر مواخذہ کی طاقت اور بے آواز لاٹھی کی قوت سے موصوف ہے چنانچہ جیسا کہ ماضی قریب میں الحاد پرستوں کی تاریخ بتاتی ہے ملحد سخت دل، انسانیت پر ظلم کا کوڑا بے رحمی سے برسانے والا شفقت و رحمت سے کوسوں دور حسان و رواداری سے بے بہرہ ہوتا ہے۔

4۔ خاندانی نظام کی تحلیل

یہ اللہ تعالیٰ کے نظامِ عدل سے دوری صرف فرد کی ذاتی خرابی کا باعث نہیں بنتی بلکہ الحاد کے تباہ کن اثرات معاشرہ کو بھی بھسم کر دیتے ہیں اس کا لازمی نتیجہ خاندان کا بکھر جانا ہے۔ معاشرہ صرف اسی صورت صحیح سمت چل سکتا ہے جب اس کے افراد درست ہوں جب افراد فکری و عملی طور پر غلط راہ پر چل نکلیں تو معاشرتی نظام خود بخود بگڑ جائے گا۔ چنانچہ الحاد کی لہر نے معاشرتی نظام کو بھی ادھیڑ دیا ہے جسمیں کوئی نہ بڑا ہے نہ چھوٹا کوئی سرپرست ہے نہ جوابدہ بکھری اینٹوں کا سماں ہے جن کو مرتب کر کے مکان کا تصور موجود ہے مگر وہ کس کے ہاتھوں ایک دوسرے سے مل کر منظم صورت اختیار کریں۔

5۔ سیاسی جرائم:

الحاد کے بسبب شاید یہ سب سے بڑا پیدا ہونے والا فتنہ ہے۔ جس نے ایک خاص عالمی سیاسی نظام اور بین الممالک تعلقات کی بنیاد رکھی ہے۔ چونکہ الحاد کی بنا پر اخلاق کے بجائے ہر تعلق کی بنیاد مادہ پر ٹھہرتی ہے تو انسانی دل، انانیت، سختی، بے رحمی سے بھر چکے ہیں اور یہی فکر و سوچ

عالمی سیاسی تعلقات کے پیچھے کارفرما نظر آتی ہے چنانچہ استعماری قوتیں بڑی گھٹیا اور کمینے انداز سے کمزور ممالک کو غلامی میں جکڑتی اور ان کے قومی وسائل کو لوٹتی ہیں۔خصوصا اسلامی اور عرب ممالک کس دوہرے معیار سے لٹ رہے ہیں الامان والحفیظ۔

الحادی طوفان سے بچاؤ

الحاد اور اس کے اسباب ونتائج فرد ومعاشرہ پر اس کا قبیح اثر، عالمی سیاسی نظام میں اسکی کارفرمائی بیان کر کے اب ذرا دیکھیں اس مرض کا علاج کیا ہے۔

اسلام اس کرہ ارض پر انسان کی سعادت وبھلائی کا درس لے کر آیا جس کے نتیجے میں ابدی اخروی زندگی بھی پُراز راحت ٹھہرتی ہے۔

اسلام نے اپنے پیغام کی ابتداء توحید باری تعالیٰ سے کی ہے اسے اس کائنات کا خالق مالک قادر مدبر سمجھا جائے اسلام ہی نہیں تمام اس انبیاء ورسل علیہم السلام کا بھی ابتدائی پیغام تھا۔

ارشاد ہے۔لقد بعثنا فی کل امۃ رسولا ان اعبدواللہ واجتنبوا الطاغوت خالق کائنات بندگی ہی ایجاد کائنات اور تخلیق اشرف المخلوقات کا مقصد وحید قرار دیتے ہیں۔

اخلاقی تربیت پر توجہ

اسلام نے اس زمین پر اپنا ہدف عدل اجتماعی اور انسانی سعادت کو قرار دیا سند اس دعوت کو قبول کرنے والوں کا فرض منصبی اس کی طرف دعوت قرار دیا۔ارشاد ہے۔

ولتکن منکم أمة یدعون الی الخیرو یا مرون بالمعروف و ینهون عن المنکرو اولئلك هم المفلحون۔ تعالیٰ کا اہل ایمان کو دعوت کے متعلق ارشاد ہے کہ صبر وتحمل اور حکمت عملی سے کام لو۔جھگڑا کرو مگر بہتر طور پر تا کہ لوگ دین حق اور اہل حق سے قریب ہوسکیں۔

چنانچہ اہل ایمان کے دل ان تعلیمات خداوندی کی بناء پر لوگوں کی بھلائی اور ہدایت کی طرف راغب کرنے کی حرص سے لبریز ہو گئے اور کس قدر اقوام شرک والحاد کی تاریکی سے نکل کر نور ہدایت سے مستفید ہوئیں۔

ملحدین کے شبہات کا رد

کفر والحاد صرف زبانی کلامی فلسفہ ہے حقیقت سے اس کا دور کا تعلق بھی نہیں۔

خالق و مدبر کائنات کا انکار۔ بعث بعد الموت، جنت جہنم کا انکار عقل کی نفی ہے رسالت اور اس پر فائز انسانی کردار کے اعلیٰ نمونے پر شک وشبہ کا اظہار صرف جھل مرکب اور ضد کا نتیجہ ہوسکتا ہے نہ کہ حقائق کو تسلیم کرنا۔

بایں ہمہ حق کا سچ ہونا ہی لوگوں کے تسلیم کرنے کیلئے کافی نہیں۔ اس کیلئے دلائل اور مخالفت کے رد پر قانع حجت کا اظہار لازمی چیز ہے۔

باطل کس قدر بھی حقائق سے دور اور تصنع وملمع کاری ہو اس کی ترویج کبھی دلائل اور کبھی قوتِ بازو سے ہوتی ہے۔

اور یہ دونوں صورتیں حق کے میدان سے غیر موجود ہونے کی بنا پر موثر ہوتی ہیں۔ یا پھر اہل حق انسانیت کو دل نشین جواب دینے سے قاصر ہوتے ہیں یا مجادلہ کے طرق سے ناواقف اور باطل کے دلائل وشبہات کے ازالہ سے نابلد۔

زمانہ حاضر کے دندناتے ہوئے الحاد اور اچھالے گئے شبہات کو قوی دلائل ہی سے زائل کیا جاسکتا ہے یہ معرکہ صرف کتابوں اور مقالات کی حد تک محدود رہ گیا اور بقیہ میدان میں اس کا پیچھا نہ کیا گیا تو یقیناً ہم ناکام ٹھہریں گے اور میدان باطل کے حق میں رہے گا۔ ایسے ہی جواب اس زبان اور نہج پر دینا ہوگا جس جس میدان میں الحاد شبہات قائم کرے۔

قصہ مختصر اس وقت الحاد وارتداد کا معرکہ ایک نئی صورت اختیار کر چکا ہے جسے امت مسلمہ کے دشمن اپنے ہمہ جھت مقاصد کیلئے استعمال کر رہے ہیں بلکہ اپنی اس جنگ کو ہمارے نوجوان طبقہ کے ذریعہ لڑنا چاہتے ہیں تاکہ امت کا یہ منحرف سرمایہ ان کی بات اپنے منہ سے کر لے ان کے مقاصد گھر بیٹھے حاصل ہوں۔

اکثریت طبعاً آزادی پسند، ہوئی پرست، قانون سے بالاتر اخلاق سے آزاد ہونا چاہتی ہے اور یہی الحاد کے ہتھیار ہیں اور اس کا علاج شرع نے حدود کی تشریع سے کیا ہے۔ خوش کن نعرے اور اتباع ھویٰ اور نتیجہ عزت صحت دولت برباد اس مرض کا حل صرف نفاذ حدود ہے۔

باطل بھی ہمیشہ ایسے ہی پہلوؤں پر اپنی توجہ مرکوز کرتا ہے اپنے تمام تر وسائل کے ساتھ انہیں میدان تطبیق سے پیچھے دھکیلتا ہے ان کے منفی پہلو ظاہر کرتا ہے اور پھر بالآخر تمام شرائع پر تیشہ کاری سے کام لیتا ہے۔